مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی سماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ

Social Reforms by Makhdūm Jahāniān Jāhan Gasht: A Critical Analysis

Hafiz Ahmed Saeed Rana
Ph.D. Scholar, Arabic Department, BZU, Multan, Pakistan
hafizahmadsaeed90@gmail.com
Mr. Allah Ditta
Lecturer Islamic Studies Department Federal Government Degree College for Women Multan Cantt Pakistan
profabughufran475@gmail.com

ABSTRACT

Aḥmad Kabīr Jalāl Surkhposh Bukhārī commonly known as Makhdūm Jahāniān Jāhan Gasht was a legendary Sufi Scholar of his time. He was one of the earliest Sufi Scholars who belongs to Syyed linkage in Subcontinent. Today, the linkage of the Majority of Sayyed families belongs to him. He always struggled against Social evils prevailing in the Indian society of that time. He preached among Non-Muslims with love, care and peace that is why he won the hearts of Non-Musims and they embraced Islam. He not only amended the the mistakes commonly prevailed in common peoples but also revised the methods of sufism too. Moreover, he also preached among the rulers of that time and guided them the true path of Islam. In this way, his services regarding presenting the true picture of Islam and acting upon the teachings of Islam, he presented the true model of Islam. That is why, he was respected and honoured by all stakeholders i.e. Sufis, Rulers, Scholars and laymen etc. This study is an attempt to endeavor his effects regarding Social efforts to curb social evils of his era.

Key Words:- Makhdūm Jahāniān Jāhan Gasht, Social Reforms, Society, Saints, Sufism.

تمہید

اولیا اللہ اپنے زمانے کے چنے ہوئے برگزیدہ اور مقبول لوگ ہوتے ہیں جو عوام وخواص میں بیک وقت پسندیدگی اور محبت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ان کی شہرت و عزت کا سبب قرآن و سنت کی تعلیمات کی پیروی ہوا کرتا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالی ان کی محبت دلوں میں پیدا فرمادیتا ہے۔لوگ ان کی قربت حاصل کرنا اعزاز سمجھتے ہیں اور ان کی

صحبت و معیت کی برکت سے اپنی ظاہری و روحانی اصلاح کرتے ہیں۔ یہ نفوس قدسیہ بھی سماج کے اصلاح احوال میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے بلکہ لومۃ لائم کے مصداق ظالم و جابر سلطان کے سامنے بھی کلمہ حق کہنے سے نہیں چوکتے۔ ان کا مقصود چونکہ دنیوی مال و زر اور جاہ و عزت کی بجائے صرف رضائے الٰہی ہوتی ہے اس لیے ان کی زبان میں اثر ہوتا ہے اس لیے پورے سماج میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ انہی مقدس ہستیوں میں سے ایک ہستی حضرت جلال الدین بن احمد کبیر جلال الدین سرخ پوش بخاری کی بھی ہے۔ جنہوں نے اپنے زمانے کی سماجی برائیوں کا قلع قمع کیا اور عوام کو قرآن و سنت کی حقیقی تعلیمات کی طرف راغب کیا۔ ان سطور میں ان کی سماجی اصلاح بارے کی گئی کوششوں کے بارے میں جائزہ لیا گیا ہے اور ان برائیوں کے لیے گئے اقدامات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کی مدد سے عصر حاضر میں پائی جانے والی سماجی برائیوں کو جاننے اور ان کے تدارک و علاج کے لیے کیے جانے والے عملی اقدامات کے بارے میں بھی رہنمائی ملے گی مگر اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مختصر تعارف و حالات زندگی پیش کر دیئے جائیں تاکہ نفس مضمون کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

اسم:

جلال الدین بن احمد کبیر جلال الدین سرخ بخاری۔[1]

لقب:

انکو "مخدوم جہانیاں" کا لقب شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے عید کے دن اس وقت دیا جب آپ ان سے عیدی مانگ رہے تھے۔[2]، اور "جہاں گشت" اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے خوب سیر و سیاحت فرمائی اور یوں آپ کا مشہور لقب یہ ہے "مخدوم جہانیاں جہاں گشت"۔

پیدائش:

مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی پیدائش 14 شعبان المعظم 707ہجری بمطابق 19 جنوری 1308ء بروز جمعرات اوچ شریف میں بادشاہ علاؤالدین خلجی کے زمانہ میں ہوئی۔[3]

تعلیم وتربیت:

حضرت مخدوم نے ابتدائی تعلیم وتربیت اوچ میں حاصل کی اوچ کے دواساتذہ شیخ جمال محدث خنداں رو، قاضی اوچ شیخ بہاؤالدین سے مستقل تعلیم حاصل کی۔حضرت مخدوم نے شیخ جمال خنداں روسے ہدایہ،بزدوی،مشارق الانوار،مشکوۃ المصابیح ورعوارف المعارف ان کتابوں کے مخصوص حصص کادرس لیا۔[4] قاضی اوچ شیخ بہاؤالدین سے حضرت مخدوم نے ہدایہ اوربزدوی کا کچھ حصہ پڑھاہے۔[5] قاضی اوچ بہاؤالدین کے انتقال کے بعد حضرت مخدوم حصول تعلیم کے لیے ملتان شریف تشریف لائے اوریہاں پر شیخ موسیٰ اور مولانا محمد الدین رحمۃ اللہ علیہما سے ہدایہ اوربزودی کو ختم کیااورآپ کا قیام ملتان میں سلسلہ تعلیم ایک سال دیا۔[6]

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین شریفین کے مشائخ سے بھی کسب علم کیا۔ شیخ مکہ عبد اللہ یافعی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ،اورشیخ مدینہ عبداللہ مطری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں شیوخ سے "صحاح ستہ"اور"عوارف المعارف"کے درس لیے،حضرت مخدوم کا قیام اور عرصہ تعلیم 7سال رہا[7]،اورپھر عراق میں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شرف الدین محمود سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی"عوارف المعارف"کادرس لیا۔[8]

سیر وسیاحت:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن سے دور12 سال تک خوب سیاحت کی،حضرت شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:"سیاحت بسیار کردوبسیارے از اولیاء نعمت وبرکت یافت"۔[9] انہوں نے بہت سیاحت کی اور بہت سے اولیاء کرام سے نعمت وبرکت حاصل کی۔مفتی غلام سرور لاہوری مزید لکھتے ہیں:"انہوں نے مصروشام ،عراقین،بلخ،بخارا،اور خراسان کاسفر کیااوربہت سے نامور مشائخ سے فائدہ اورنعمت حاصل کی،بہت سے حج کیے ان میں چھ حج اکبر تھے۔[10]حضرت مخدوم نے اس کے علاوہ یمن وعدن،دمشق ولبان ،مدائن ،شوکارہ،بصرہ وکوفہ،نبراء،تبریز،گازردن،حبشہ،بحرین وخطیف،غزنین،ٹھٹھہ،دہلی،جونپور کی طرف سفر کیا۔

سفر کے دس مقاصد اوربیان کیے جاتے ہیں۔

(1)تعلیم(2)تجارت(3) تفکر درلطائف آفرینش باری تعالیٰ(4)حج(5)جہاد(6)زیارت مدینہ منورہ(7)زیارت بیت المقدس(8)ملاقات بزرگان دین(9)زیارت قبوربزرگان(10)ہجرت۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے "شیخ الاسلام" کے منصب پر فائز رہے[11]۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کے مندرجہ ذیل سات بادشاہوں کا دورِ حکومت دیکھا۔

1. علاء الدین خلجی
2. شہاب الدین خلجی
3. قطب الدین مبارک شاہ
4. ناصر الدین خسرو
5. غیاث الدین تغلق
6. فیروز شاہ تغلق
7. محمد تغلق کے عہد (1325ء-1351ء) میں حضرت مخدوم "شیخ الاسلام" کے منصب پر فائز ہوئے اور سیوستان کے علاقہ میں چالیس خانقاہوں کا انتظام ان کے سپرد ہوا۔[12]

بیعت وخلافت:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام رکن الدین ابو الفتح قریشی کے مرید ہیں۔ انہوں نے خرقہ تبرک شیخ الاسلام رکن الحق والدین سے پہنا۔[13] حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے بیالیس مریدین وخلفاء کا ذکر "الدرالمنظوم" میں ملتا ہے۔ ان کے اکابر خلفاء جنہوں نے بعد میں بہت دین متین کا کام کیا۔ صدرالدین قتال، شیخ اخی راجگیری، شیخ علم الدین، مولانا شیخ سراج الدین، مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی المعروف محدث کچھوچھوی اس وقت ہند کی سب سے مشہور صوفی گھرانہ ہے اور بہت دین کا کام کر رہے ہیں۔

ازدواجی زندگی:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی بھی نہایت عبادت گزار، عابدہ، زاہدہ بلکہ واصلہ حق تھیں۔ ان کے تین صاحبزادے محمود (ناصر الدین)، عبد اللہ اور محمد جبکہ ایک صاحبزادی تھیں جو شرف الدین مشہدی کے ساتھ منسوب تھیں۔[14]

تدریس و تبلیغ:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ ساتوں قراتوں کے قاری تھے اور اپنے پوتے حامد بن محمود کو خود ساتوں قراتوں میں قرآن پڑھایا اور سیکھایا، فقہ میں کامل مہارت اور ائمہ اربعہ کے مذاہب پر ان کی پوری نگاہ تھی اور انہوں نے اپنے مدرسہ میں تفسیر مدارک، صحاح ستہ، مشارق الانوار، شرح کبیر، جہل الم، مشکوۃ المصابیح، رسالہ مکیہ، قصیدۃ لامیہ، کتاب متفق، عقائد نفسی، شرح نودنہ نام، فقہ اکبر، عوارف المعارر کا باقاعدہ درس دیا۔[15]

انہوں نے بے شمار ہندوؤں کو مسلمان کیا مشہور مؤرخ ٹی ڈبلیو آرنلڈ لکھتا ہے: "چودھویں صدی عیسوی کے آخر میں ایک اور داعی اسلام جنہوں نے صوبہ گجرات میں تبلیغ کے لیے کوشش کی شیخ جلال (بخاری) تھے جو مخدوم جہانیاں کے نام سے شیادہ مشہور ہیں، بہت سے ہندوؤں کو انہوں نے اور ان کی اولاد نے مسلمان کیا۔[16]

انہوں نے پنجاب وسندھ اور گجرات میں تبلیغ کو بے شمار کافروں کو مسلمان کیا اور شیخ محمد اکرم لکھتے ہیں: "کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ بڑے قبیلوں کو مسلمان کیا اور ان میں کھرل راجپوتوں کا مشہور اور بڑا قبیلہ بھی شامل ہے۔[17]

آپ کی تبلیغ کا یہ سلسلہ یوپی تک پہنچا اور وہاں کے راج پوتوں کو بھی مسلمان کیا اور وہاں کے جو راجپوتوں کے قبائل سے مسلمان ہوئے تھے وہ اپنے آپ کو ہندو راجپوتوں کے مقابلہ میں "بخاری راجپوت" کہلواتے تھے۔ پھر بخاری راجپوتوں کی اولادوں نے اپنے ناموں کے ساتھ فقط بخاری لکھنا شروع کر دیا اور اگلی نسلوں میں جا کر وہ لوگ بخاری سید بن گئے۔[18]

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مشہور معاصرین سے ملاقات:

ابن بطوطہ:

1324ء میں مشہور سیاح ابن بطوطہ سیاحت سندھ کے دوران جب بکھر سے اوچ پہنچا تو حاکم شہر کے ساتھ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ابن بطوطہ نے آپ کو اپنے سفر نامہ میں صالحین میں شمار کیا۔[19]

خواجہ گیسودراز:

خواجہ گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کاذکر "تبصرۃ الخوارقات "میں مرقوم ہے لیکن افسوس کہ ملاقات کی تفصیل نہیں ہے۔[20]

یحییٰ منیری:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ منیری کی مجالیس میں شرکت کی اورکب فیض کیااوراپنی آخری عمر میں یحییٰ منیری کے مکتوبات کاہی شغل تھا۔[21]

حضرت مخدوم کاعلمی مقام ومرتبہ:

ان کے علمی مقام کوصاحب نزہۃ الخواطر اس طرح بیان کرتے ہیں:

"کان عالما بارعا مجتھدا فی الطاعات والخیرات متعبدا مرتاضا فقیھا محدثا حنفیا فی الاصول والفروع یفتی عنی مذھب الامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ویعمل علی العزیمت ولایتبع الرخص"۔[22]

"وہ ذہین عالم، نیکیوں اورعبادات میں کوشش کرنے والے عبادت گزار،مرتاض، محدث اوراصول وفروغ میں مسلک حنفی کے ماننے والے تھے۔امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق فتوٰی دیتے تھے،وہ عزیمت پر عمل کرتے تھے اوررخصت کو نظرانداز کردیتے تھے"۔

پھر فرماتے ہیں:"کان متوقد الذھن جموالقریحۃ فی نھایۃ من الفطنۃ والبرعۃ الخاطر وحلاوۃ المنطق وعذوبۃ البیان وحسن الانشاء وشرف الطبع وکرم الاخلاق اشتغل علیہ خلق کثیر من قاص ودان وتخرج الجماعات من الفضلاء وقصدتہ الطلبۃ والمسترشدون حتی صار علما مفردا فی الھند"۔[23]

"وہ تیزذہن ،نکتہ شناس،ذہین وفطین تھے۔حاضر دماغی ،شیریں بیانی،حسنِ انشاء شرافتِ طبع اور حسنِ اخلاق میں نمایاں تھے۔نزدیک ودور کے بہت سے لوگ ان کی خدمت میں مستفید ہوتے تھےاوربہت سے اہل فضل وکمال ان سے فیض پاتے تھے۔طلبہ اورمرید،ان کی خدمت میں حاضرہوتے تھے،وہ ہندوستان میں تبحرعلمی کی وجہ سے منفرد تھے"۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کوعلومِ قرآنی میں بڑاادراک حاصل تھا۔قرات وتجوید،شانِ نزول اورتفسیر میں بڑی فضیلت کے مالک تھے۔جیساکہ ملفوظات کے مطالعہ سے معلوم ہوتاہے۔حضرت مخدوم نے اپنے

پوتے حامد بخاری کو قرآن کریم پڑھاتے ہوئے فرمایا: "میں نے قرآن کریم کی ساتوں قراتیں سیکھیں ہیں اور مجھ سے سنے تو اسناد اس کے صحیح ہیں"۔[24]

وصال:

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 3 فروری بروز بدھ 1384ء میں 78 سال کی عمر میں اوچ شریف میں ہوا، آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔[25]

سماجی برائیاں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں:

اس وقت سماج میں جو برائیاں تھیں وہ یہ تھیں: "اخلاقی گراوٹ، شراب نوشی، سخرہ خوں آشام، اباحیتوں اور تو اور طوائفوں کا سوسائٹی میں کثرت سے ہو جانا اور پھر ان کی طرف عوام کا رجحان، کفر و شرک کے اڈے، چوری چکاری، بے جا عوام پر ٹیکسز کا بوجھ، زناکاری، فساد و بغاوت کی روش کا ہونا، وعدہ خلافی کرنا حصول سلطنت کی خاطر۔[26]

سماجی برائیوں میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا کردار:

زناکاری:

زناکاری یہ ایسی سماجی برائی ہے جس سے ایک گھر پر نہیں بلکہ اس سے پورے معاشرے پر اثر پڑتا ہے اور اس قبیح فعل سے تو پوری نسل تباہ ہوتی ہے آج یورپ میں جو خاندانی نظام متاثر ہوا ہے اس کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے۔

الدر المنظوم میں لکھا ہے: "ایک کافر جو زانی ہونے کے اعتبار سے مشہور تھا وہ شخص حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر مسلمان ہوا اور آپ نے اس کی ایسی تربیت فرمائی کہ اس نے قرآن حفظ کیا، شریعت کے تمام احکام سیکھے، حج کی سعادت سے مشرف ہوا اور اپنے تمام خاندان کو بھی مسلمان کیا اور یہ شخص عبد اللہ گجراتی کے نام سے جانا جاتا ہے۔[27]

وعدہ خلافی کے تدارک پر حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا کردار:

جام و بانبھنیہ یہ دونوں چچا بھتیجا سندھ کی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہے تھے پھر بانبھنیہ نے فساد و بغاوت کا جھنڈا کئی مرتبہ بلند کیا، اطاعت سے روگردانی کی، شہروں کی بربادی اور مغلوں کو چڑھا لانا، اس کی عادت ہو گئی۔ اس

نے اپنے دین اور عزت کو خواہش نفسانی کے سپرد کر دیا۔[28] یہ فسادی بانبھنیہ ہر مرتبہ گجرات کے مقدموں پر غلبہ کرتا اور ان کو قید کرتا اور زیر دستوں پر ظلم وستم کرتا۔[29]

ہمیر دودا:

بانبھنیہ کی سرد گی میں "جامانِ سمہ "بر سر اقتدار آرہے تھے اور سومرہ خاندان کا آخری حکمران "ہمیر دودا" کا اقتدار ختم ہو رہا تھا۔ اس موقع پر ہمیر دودا، سلطانِ دہلی کی سرپرستی قبول کرتا ہے۔ ملتان کا گورنر بھی اس کو غنیمت سمجھتا ہے کہ اگر کسی گرتے ہوئے درخت کو سنبھال لیا تو سموں کی نئی ابھرتی ہوئی طاقت سے نبٹنا آسان ہو جائے گا۔ چنانچہ عین الملک ماہر ولکھتا ہے:"نہال موجود ہمیر دودا کہ از تندباد موداک ذیول یافتہ بود بزلال شفقت خداوندی ملک ملوک الشرق آغاز نشوونما گرفہ متوقع آنکہ بفیضان رافت آں مجلس سپر دبر دھند گردو"۔[30]

"ہمیر دودا" حوادث کی وجہ سے زوال کی طرف جارہا تھا اگر ملک ملوک الشرق شاہی شفقت کا آغاز کر کے پرورش کرے تو توقع ہے کہ اس فیضان کی بدولت اچھا پھل ملے"۔

شاہی سرپرستی کا ذکر کرتے ہوئے عین الملک لکھتا ہے:"برائے قلع قمع آں مدبر فضول بانہنیہ کہ در بمعنی وفساد اصل الاصول است حسینِ حضرت اعلیٰ در ترفیہ حال واستقامت کاربۃ ہمیر دودا، مبذول شدہ است وبشرف مراتب ویقین مواجب اختصاص یافتہ"۔[31]

"اس بدبخت (بانبھنیہ) کے خاتمہ کے لیے جو بغاوت وفساد کی جڑ ہے، حضرتِ اعلیٰ نے "ہمیر دودا" کے درستی احوال اور استقامتِ کار کی طرف توجہ اور اہتمام فرمایا ہے اور اسے مراتب ویقین مواجب سے نوازا ہے"۔

گجرات میں وزیر ملک الشرق کا بھائی رکن الدین گورنر تھا۔ عین الملک تجویز کرتا ہے کہ اگر سندھ میں "ہمیر دودا" کو مدد دی جائے اور اس کی سرپرستی کی جائے اور گجرات میں رکن الدین کو کمک بھیجی جائے تو (بانبھنیہ) کا تدارک کر سکتا ہے ورنہ یہ دونوں علاقے خطرہ میں ہیں۔

عین الملک ماہر ولکھتا ہے:"بندہ درگاہ منتظر است تا آں کار از دست او بہ حسین تربیت ملک ملوک الشرق بر آید وجمال کار آں مجلس بر آبدو در صحن آں استقامت ہمیر دودا کہ مطلوب درگاہ است، دست دہد، وساحت ہر دو عرصہ یکے ملتان ودو مگجرات از خبث فساد بانبھنیہ پاک گردوالا کدام عار ایثار ازیں بالاتر است کہ مشتی رساتیق مر دود ملتان ہر بار در دیار اسلام کفار در آندور عایاذ میانِ دار الاسلام را نہب و تاراج اسیر کنند وببرند"۔[32]

"بندہ درگاہ منتظر ہے کہ ملک ملوک الشرق کی حسنِ تربیت سے وہ اس کے ذریعہ اتمام کو پہنچے اور اس مجلس کا کام پورا ہو اور اس ضمن میں "ہمیر دودا" کو استقامت حاصل ہو جائے کہ جو حضور کا مطلوب ہے اور بانبہنیہ کے فساد سے دونوں عاقلے ملتان اور گجرات پاک ہو جائیں اور اس سے زیادہ کون سی بات ان کے لیے باعثِ شرم ہو گی کہ ملتان کی مردود فوجی جماعت ہر بار مسلمانوں کے علاقہ میں داخل ہو جاتی ہے اور دارالاسلام کی رعایا اور زمیون کو لوٹتی ہے اور قید کر کے لے جاتی ہے"۔

عین الملک اہل گجرات کی ہمت بندھانے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور ان کی مدد بھی ضروری سمجھتا ہے۔ وہ لکھتا ہے: "انفت گجراتیاں کہ اخترالنار لالعار اختیار کنند، اظہر من الشمس است، اما معونت ومظاہرت می طلبند، اگر خدمت ملک الشرق ایشاں را، تحریض فرمانید کہ شما اہل گجرایتد وجانبازی رابار ی دایند وبداں مباہات و سرفرازی می کنید چرا ہمچین زبوں شدہ شدہ اید۔ وابر دست وکر انتقام بر میاجاں استوار بندید لشکر اسلام بمعاونت شما بضرستیم امید باشد کہ ماراز نھاداں مفسدہ برآرید وکفلہ عار تغلب ایشاں از جبہۃ خویش بآب شجاعت شستہ گردانید تا در جہاں ایں نام نیک یادگار ماند"۔[33]

"گجراتیوں کی ننگ وعار "اخترت النار لالعار"[34] کے مصداق ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے لیکن وہ مدد اور دست گیری چاہتے ہیں۔ اگر ملک الشرق ان کو جنگ کرنے پر آمادہ کر لے اور کہے کہ تم اہل گجرات ہو اور تم جانبازی کو بوجھ سمجھتے ہو اور اس پر فخر بھی کرتے ہو، کیوں ایسے بدحال ہو گئے ہو اور تھوڑے اور تھوڑے سے بدحالوں کی وجہ سے کیوں پریشان ہو گئے ہو، اگر سب جمع ہو جاؤ اور انتقام لینے کا مستقل ارادہ کر لو تو مسلمانوں کا لشکر تمہاری مدد کو بھیجیں، تو امید ہے کہ ان مفسدوں کے پیچھے نکل پڑیں اور بہادری وشجاعت سے ان کا تغلب ختم ہو جائے اور دنیا میں یہ نیک نامی ہمیشہ رہے"۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جام اور بانبہنیہ کی طاقت برابر بڑھتی رہی اور "ہمیر دودا" کا درخت اقتدار شاہی آبیاری کے باوجود ختم ہو گیا کیونکہ اس کے بعد "ہمیر دودا" کا ذکر نہیں ملتا، یہ سومرہ خاندان کا آخری حاکم تھا۔

جام اور بانبہنیہ، ٹھٹھہ کے بعد سندھ کے دوسرے شہروں اور علاقوں پر بھی قابض ہوتے گئے اور بادشاہی عمال کے لیے مشکلات پیدا کرنے لگے۔ سیوہن کے حکام بالخصوص ان کا نشانہ تھے اور ان سے چھیڑ چھاڑ کرتے تھے۔ ان عمال کی مدد گورنر ملتان کرتا تھا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایک موقع سیوہن اور ملتان کے عمال کی امدادی کمک نے سمانِ ٹھٹھہ کو خاصی زک پہنچائی۔ عین الملک لکھتا ہے: "چوں لشکر مادر تعاقب آں مخاذیل است بانبہنیہ چہ نوع باکساں از سیوستان یک شب میاں ٹھٹھہ رفت"۔[35]

"چونکہ ہمارا لشکر ان بدبختوں (مغلوں) کے تعاقب میں ہے، بانبہنیہ کس طرح اپنے آدمیوں کے ساتھ سیوستان سے ایک رات ٹھٹھہ چلتا بنا"۔

اس سے پہلے ممکن ہے آپس میں کچھ امن وامان کی بات چیت بھی ہوگئی ہو۔ اس پر جام اور بانبہنیہ کی طرف سے عین الملک کو کوئی عرض داشت پیش کی گئی۔ جس میں انہوں نے ملتان کے گورنر، اس کی فوج اور وہاں کے عمال پر بعض الزامات عائد کیے تھے اور اپنی صفائی پیش کی تھی۔ عین الملک نے الزامات کا تفصیلی اور ترکی بہ ترکی جواب دیا اور ان کی بغاوت، سرکشی، مغلوں سے سازباز اور مسلمانوں کی بربادی کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس خط کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

مغلوں سے سازباز:

"چہ در ولایت مسلمانان کہ در تحت تصرف بندگان درگاہ است مشتی مغلاں درآمدہ و نفوس واموال تلف وہدر انداختہ وبر تاویلات فاسدہ وحج واخضہ پیش می آئید"۔[36]

"چونکہ مسلمانوں کی ولایت میں، کہ جو شاہی قبضہ میں ہے کچھ مغل آگئے ہیں وہ جان ومال کا نقصان کرتے ہیں اور برباد کرتے ہیں، فاسد تاویلات اور بیکار حجتیں کرتے ہیں"۔

"چہ مغل کہ در بار بادشاہ اہل اسلام درآوردہ اید برائے انقیاد فرمان است وآں کہ خلق وزن وبچہ شحنگاں و مواشی وذخائر ودفائن کہ ایشاں پیش کردند، بردیدو مخالفتے کہ برائے تاخت وغارت میاں مغلاں وبانبہنیہ شدہ بود، پوشیدہ نماندہ است"۔[37]

"چونکہ مغلوں کو بادشاہِ اسلام کے علاقہ میں لے آئے ہو، تو حکم ماننا ضروری ہے، کوتوالوں کے بال بچے ، ملازم، مویشی، ذخیرے اور دفینے کو جو انہوں نے پیش کیے تم لے گئے ہو اور مغلوں اور بانبہنیہ کے درمیان لوٹ مار اور غارت گری کے سلسلہ میں جو مخالفت ہوئی ہے، وہ ظاہر ہے۔

یہ خط انتہائی اہمیت کا حامل ہے، آخر میں ان کو اطاعت کی تلقین کی ہے اور لکھا ہے: "بھمہ وجہ خلاصہ ایں مقدمات آنست کہ اطاعت راشعار ومتابعت دثار خود سازند تا بہ لباسِ امن واماں زیب وزینت یابند"۔[38]

"ان تمام مقدمات کا خلاصہ یہ ہے کہ اطاعت کو اپنا شعار اور متابعت کو اپنا دستور العمل بناؤ تاکہ امن وامان قائم ہو۔

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جام اور بانبھنیہ اپنی روش سے باز نہیں آئے اور انہوں نے تخریبی کارروائیوں کو جاری رکھا، یہاں تک کہ ملتان کے گورنر عین الملک نے سخت فوجی کاروائی کی تا آنکہ سامانَ ٹھٹھہ اطاعت پر مجبور ہوگئے اور انہوں نے شیخ صدرالدین اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو درمیان میں ڈال کر اطاعت وفرماں برداری کا اقرار کیا اور اس سلسلہ میں عین الملک ماہرو کا بیان ہے:"بانبھنیہ کہ خسار اشعار وادبار ادثار خود ساختہ است ودر نقض عہد خود کہ در جمیع ادیان محرم است، اقدام نمودہ۔۔۔ شیخ الاسلام قدوۃ الانام صدر الحق و الشرع والدین کہ صدر صفہ شریعت ورکن کعبہ فتوت است وسید جلال الدین بخاری را کہ اخلاق او معجزہ باقی حضرت رسالت ﷺ است، درمیاں آوردہ بودند وچناں عرضداشت محمول کردند کہ ولایت در تصرف داریم، ہمہ وقت در وجہ حشم ہا وخدمت ہا دریں دریا بصرف فی رسید وبخزانہ موفور چیزے حاصل نمی شود، اکنوں پابندگان رعایا فرماں برداریم وازارہ معنی لشکر اسلام ہستیم، ہرچہ دریں حدود ایں لشکری کرد، بکنیم تا گجرات وسکھر کہ بمعنی فرماں رسد اطاعت نمائیم وپنجاہ سر اسپ کہ قیمت آں یک تنکہ باشد بہ بارگاہ برسانیم، ہم غرض لشکر وہم غرض خزانہ حاصل باشد، چوں شیخ الاسلام و سید جلال الدین مخصوص اند برمنائی حسن ظن کلمات مموہ ایشاں راراست، پنداشند وایشاں را مسلام انگاشتہ، خداوند عالم بکرمِ عمیم عرضداشت ایشاں رابہ معز اجابت مقرون گرداینند وبہ امن واماں اختصاص داد"۔[39]

"بانبھنیہ کہ جس نے بدبختی ونحوست کو اپنا طریقہ بنالیا ہے اور وعدہ خلافی کو اختیار کیا ہے جو ہر مذہب میں حرام ہے۔ یہ شیخ الاسلام قدوۃ الانام صدر الحق والشرع والدین (صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ) کو جو صفہ شریعت کے صدر اور کعبہ قنوت کے رکن ہیں اور سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کا اخلاق حضرت نبی کریم ﷺ کے معجزہ اخلاق سے مستفید ہے، درمیان میں ڈالا ہے اور اس نے یہ عرضداشت پیش کی ہے کہ جو ولایت ہمارے تصرف میں ہے اس کی آمدنی فوج اور ملازمین کی تنخواہ میں خرچ ہوجاتی ہے اور خزانہ میں جمع کرنے کے لیے کچھ نہیں بچتا ہے اور اب ہم آپ کی فرنبردار رعایا ہیں اور حقیقت میں اسلام کا لشکر ہیں اور جو کچھ علاقہ میں یہ لشکر (شاہی) کرتا تھا، ہم کریں گے تاکہ گجرات اور سکھر تک حکومت قائم ہوجائے اور ہم اطاعت کریں گے اور پچاس گھوڑے کہ جن کی قیمت ایک تنکہ ہوتی ہے، خدمت میں بھیجیں گے تاکہ لشکر اور خزانہ کا مقصد حاصل ہوجائے، چونکہ شیخ الاسلام اور سید جلال الدین نے حسن ظن کی بناء پر ان کے دروغ آمیز کلمات کو سچ سمجھا اور ان کو مسلمان خیال کرکے (اعتبار کیا) اور بادشاہ نے ازراہِ مہربانی ان کی عرض داشت کو قبول کیا اور امن وامان بخشا"۔

اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مخدوم جہانیاں سیاسی معاملات میں اہم درک رکھتے تھے۔ڈاکٹر ریاض الاسلام کا خیال ہے کہ یہ واقعات 1320ء/762ھ تا1365ء/767ھ کے درمیان وقوع پذیر ہوئے۔ان

مراعات اور معاہدوں کے باوجود جام اور بانبھنیہ کی سرگرمیوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ ان میں اضافہ ہی ہوتا رہا جیسا کہ عین الملک کی مندرجہ ذیل تحریر سے ظاہر ہوتا ہے"۔[40]

ایشاں یعنی بعض مقدمان ٹھٹہ ہم در مبدا کار یہ سیہ کاری و نقض عہد بر مینائی اولہ الکدر 41 درزی پیش نہاد اسپاں کہ قبول کردہ بودند نہ فرستادند درسک۔ در مسلک: الَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَہۡدَ اللّٰہِ مِنۡ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ وَیَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ 42 منسلک شدند۔ بسبب ایں نقض عہد بر بندگانِ دولت واجب بود، از مکافات بر ایشاں رسانند وچناں تدارک کنند کہ انتباہ واعتبار حاصل آید واز تیغ آتش بار دمار از نہاد آں خاساراں بر آرند وچوں ایشاں خوں بر خاک خواری بہ بینند باد نخوت کہ در دماغ ایشاں جا گرفتہ است بضرب وطعن بروں آید، اماں چوں جماعت مسلماناں از صغار وکبار وعبید واحرار کہ دریں سربا ایں مخالفاں نہ بردند وبحکم عجز میاں ایشاں ماندہ اند۔

"اورانہوں نے یعنی ٹھٹہ کے بعض مقدموں نے شروع ہی یں سیہ کاری عہد کا توڑنا اور چوری اختیار کی اور گھوڑے دینا قبول کر لیا تھا نہ بھیجے اور اس حکم رب (وہ اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں، پکا ہونے کے بعد، کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں) میں منسلک ہوئے اور اس نقض عہد کی وجہ سے شاہی اہل کاروں پر ضروری ہے کہ وہ ان کے بارے میں کاروائی کریں اور ایسا تدارک کریں کہ انتباہ واعتبار ہو جائے اور ان ذلیلوں کے بھیجوں کو باہر نکال دیں اور جب وہ ذلیل ہوں گے کہ غرور ان کے دماغ میں بیٹھ گیا ہے تو (یہ غرور) ضرب طعن ہی سے نکلے گا اور مسلمانوں کی جماعت کو چاہیے چھوٹے ہوں یا بڑے، چاہے غلام ہوں یا آزاد، ان سے عہدہ بر آنہ ہو سکے اور ان سے عاجز رہ گئے کیونکہ

وحکم" وَالۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدٰنِ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃِ الظَّالِمِ اَہۡلُہَا۔[43]

"گرفتہ اند بنابریں بمحاربہ ومقاتلہ استیصال آں دیار حکم نہ شد نباید بہ مسلمانان کہ بعجز ماندہ اند مضرت رسد، سبب حلم واغضاو مدارا بقا بر ایں طبقہ اشرار ایں بودہ است۔ ایں کوتاہ نظراں را بہ تذویر جرات وجسارت زیارت شد۔ وبانبھنیہ در دار السلام ما بالشکر مغل بہ غارت وتاراج در آمد ونفوس واموال مسلمانان تلف وہدر کرد و من حیث الشرع دسلک قطاع طریق منسلک ونشانہ تیر"۔

"(اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں) پر عمل کیا، اس لیے جنگ (مقابلہ) کے ذریعہ اس عالقہ کی بربادی کا حکم نہ

ہوا۔ مسلمان عاجز ہو گئے ہیں ان کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ اس شریر طبقہ کے باقی رہنے کا مدار چشم پوشی اور بردباری برتنے کا سبب یہ تھا، ان کوتاہ نظروں نے جرات و جسارت میں زیادتی کر دی اور بانہبنیہ ہمارے دارالاسلام میں مغل لشکر کے ساتھ غارت گری اور لوٹ مار کے لیے آگیا اور اس نے مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کو تلف و برباد کیا اور شریعت کی رو سے وہ ڈاکوؤں میں محسوب ہوا کیونکہ: "انما جزاء الذین سے من الارض"[44] گشت و عاقبت ایں نیز دد یگرے ہے عاقبتان بہ قتل خواہند رسید چہ خلاف بر کلام مجید و فرقان حمید:

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۔[45] تصور نداردو سنتِ الٰہی بریں است کہ ہر شر کہ از کسے واقع و سانح می شود درد امہاں باشد نہ اہمال۔ کما قال عزو جل: اور وہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں، ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیئے جائیں، کے مصداق ٹھہرا، ان کا انجام اور دوسرے بدنصیبوں کا انجام بھی قتل ہو گا۔ چونکہ قرآن حکیم کے خلاف (باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے اور اتارا ہوا خدائے حکیم و حمید کا) خیال نہیں کرتے ہیں اور سنتِ الٰہی یہ ہے کہ اگر کسی سے شر کا ظہور اور وقوع ہو تو اس کو فرصت و مہلت نہ ہونی چاہیے اور نہ دیر ہونی چاہیے۔

" وَ أُمْلِيْ لَهُمْ إِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ "[46] اکنوں حمیت اسلام بریں باعث است کہ اطفال ایں نائرہ فساد بہ تیغ آبدار کردہ و بالشکرہائے اسلام در قلع آں مدابیرہے تبدبیر ناقض عہد قطع طریق متوکلا علی اللہ ومعتصما بحبل عنایتہ "کمر جہاد بستہ بود"۔

"(اور میں انہیں ڈھیل دوں گا اور بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے)۔ اب اسلام کی حمیت کا یہی طریقہ ہے کہ فساد کی اس آگ کو بجھانے کے لیے تیز تلوار کھینچ لی جائے اور اسلامی فوجوں کو لے کر ان بے تدبیر بدبختوں، عہد کے توڑنے والوں اور ڈاکوؤں کے خاتمہ کے لیے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اس کی عنایت کی رسی کو مضبوط پکڑتے ہوئے جہاد پر کمر باندھ لی جائے"۔

فیروز شاہ کی ٹھٹھہ آمد

محمد تغلق کا انتقال 752ھ / 1351ء میں سندھ میں ہوا تھا۔ جب وہ طغی کو سزا دینے کی غرض سے ٹھٹھہ پہنچا تھا۔ طغی کو امیران ٹھٹھہ نے پناہ دی تھی اور اس کے معاون ہوئے تھے۔ محمد تغلق کے انتقال کے بعد اہل ٹھٹھہ

نے مغلوں کے لشکر کے ساتھ مل کر شاہی لشکر کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ان حالات میں فوراً فیروز شاہ کو تخت نشین کر دیا گیا۔اس نے لشکر کا انتظام کیا۔مغلوں اور اہل ٹھٹھہ کی سرزنش کی اور لشکر کو بچا کر دہلی لے گیا۔ظاہری ہے کہ یہ بات فیروز شاہ تغلق کے ذہن سے نکلنے کی نہیں تھی۔صرف یہی نہیں ہوا بلکہ جب فیروز شاہ نے بنگال پر تاخت کی تو سندھ کے امیر جام اور بانبھنیہ نے چنگیزوں مغلوں سے ساز باز کی اور وہ ان کو شاہی مقبوضات پنجاب اور گجرات پر چڑھالائے اور یہ سلسلہ جاری رہا۔سیوستان کے عمال کے لیے پیہم مشکلات پیدا کیں، عہد و مواعید کر کے ان سے پھر گئے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ملتان کے تجربہ کار اور سیاست دان گورنر عین الملک ماہرو کے انتقال کے بعد جام اور بانبھنیہ نے اپنی مستقل حیثیت متعین کر لی اور مرکزی حکومت کی برائے نام اطاعت بھی ختم کر دی۔فیروز شاہ نے ان حالات کے تحت ٹھٹھہ کا رخ کیا۔[47]

اور وہ دہلی سے روانہ ہو کر اجودھن اور بھکر سے ہوتا ہوا سیوستان گیا اور وہاں سے پانچ ہزار کشتیوں کا بیڑہ بنا کر ٹھٹھہ پہنچ گیا۔شاہی لشکر اور بادشاہ کی آمد کی خبر سن کر جام اور بانبھنیہ نے خوب تیاری کی۔طرفین سے معرکہ آرائیاں ہوئیں،شاہی لشکر میں رسد اور سپاہیوں کی کمی واقع ہوئی اور گھوڑوں کی بیماری پھیل گئی۔حقیقت یہ ہے کہ سردارانِ ٹھٹھہ کے مقابلہ میں شاہی لشکر کو ہزیمت ہوئی اور بادشاہ نے گجرات کا رخ کیا۔[48]بادشاہ گجرات جاتے ہوئے راہبروں کے فریب سے رن کچھ میں گھر گیا۔یہ لق دق صحرا تھا اور اس میں راستہ اور پانی ناپید تھا۔[49]نقصان عظیم کے بعد بادشاہ گجرات پہنچا۔

فیروز شاہ نے اس داغِ ناکامی کو مٹانے کے لیے بہت تیاریاں کیں، گجرات سے سامان اور لشکر فراہم کر کے دہلی سے تازہ دم کمک منگوائی اور دوسرے سال کافی تیاریوں کے ساتھ گجرات سے ٹھٹھہ کا رخ کیا۔اہل ٹھٹھہ کو اس امر کا خیال نہ ہو گا کہ فیروز شاہ اتنی جلدی واپس آجائے گا۔محمد تغلق کی موت اور فیروز شاہ کی ہزیمت کو اس قدر شہرت حاصل ہو چکی تھی کہ سندھی عوام میں مندرجہ ذیل مقولہ مشہور ہو گیا تھا۔[50]

"برکت شیخ تہبا اک معرا اک تہا"

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش:

فیروز شاہ بڑی تیاریوں سے آیا تھا۔اس نے ٹھٹھہ کے نواح کی پکی ہوئی فصلوں پر قبضہ کر کے اہل ٹھٹھہ کو بھوکوں مارنے کا منصوبہ بنایا۔اس درمیان میں خاں جہاں وزیر اعظم نے دہلی اور دوسرے صوبائی مرکزی مقامات سے مزید فوجی امداد فراہم کر کے ٹھٹھہ بھیجی۔بادشاہ نے چار ہزار اہل ٹھٹھہ کو قید کر لیا۔جب جام اور بانبھنیہ نے یہ

صورت حال دیکھی وہ سخت پریشان ہوئے۔آخر انہوں نے حضرت مخدوم سے رجوع کیا۔عفیف لکھتاہے:" افغار پر کارواشخاص ہوشیار بخدمت قطب العالم سید السادات مفخر آں طٰہٰ ویٰسین وسید جلال الحق والشرع والدین حسین بخاری قدس اللہ سرہ العزیز دراچہ فرستادندوازحال احوال خویش بازنمودند تاخدمت سیدالسادت ازاچہ بیایند۔مارادرہائے سلطان فیروز اندازند"۔[51]

"چالاک آدمی اور ہوشیار اشخاص،حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ جہانیاں جہاں گشت جلال الدین حسین بخاری کے حضور میں اوچ بھیجے اور تمام حالات سے مطلع کیا کہ حضرت مخدوم اوچ سے آئیں اور ہمیں سلطان فیروز کے پیروں میں ڈال دیں"۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ اوچ سے شاہی لشکر میں تشریف لائے اوراس سلسلہ میں خاص کوششیں کیں،جس کے اچھے نتائج برآمد ہوئے۔عفیف لکھتاہے:"خدمت سید السادات سید جلال الدین طالب دین مخصوص کردہ درلشکر فیروزآمد۔چوں خدمتسید درلشکر رسیدند تمام خلق لشکر برائے پابوس سیدبدل وجان کوشیدند۔وہرکہ ازطائفہ،درسرائے پابوس خدمت سید کردی خدمت سیدی فرمودندباباان شاءاللہ تعالیٰ وبعنایت اللہ میاں چندروزاصلاح خواہد شد"۔[52]

"حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین طالب دین خاص طور سے سلطان فیروزشاہ کے لشکر میں آئے،جب حضرت سید(مخدوم)لشکر میں پہنچے تولشکر کی تمام مخلوق نے سید(مخدوم)کی قدم بوسی کے لیے دل وجان سے کوشش کی اورجو کوئی اس گروہ میں سے حضرت سید(مخدوم)کی پائبوسی کرتاتوحضرت مخدوم فرماتے کہ بابا!ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی عنایت سے چندروز میں معاملات درست ہوجائیں گے۔

آگے چل کرعفیف لکھتاہے:"چوں ٹھٹیاں شنیدندکہ خدمت سیدجلال الدین درلشکرنزول فرمودندپیغام بامتواتر بخدمت سیدی فرستادند کیفیت دشواری خویش بازنمودند۔خدمت سیدنیزانچہ مطلوب ایشاں بودباسلطان استقامت داد آنچہ ایشاں ازغایت خاطر پریشاں خودباز نمودند،سلطان فیروزشاہ اضعاف آں ازراہ مرحمت ارزانی فرمود"۔[53]

"جب اہل ٹھٹھہ نے سنا کہ حضرت سید جلال الدین لشکر میں آچکے ہیں تو انہوں نے متواتر پیغام حضرت سید مخدوم کی خدمت میں بھیجے اوراپنی پریشانی کی کیفیت دوبارہ بتائی اور جو کچھ وہ چاہتے تھے حضرت مخدوم نے سلطان سے عرض کیااوراپنی عنایت پریشان خاطری سے جو کچھ انہوں نے دوبارہ عرض کیاتھا،سلطان فیروز شاہی نے اپنی مہربانی سے دوچند مرحمت فرمایا"۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے جام جونااور بانبھنیہ کااطاعت کے لیے راضی کرلیااوروہ دونوں سردار مجرم کی حیثیت سے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہوگئے،اس واقعہ کاحوالہ ملفوظات میں اس طرح ہے:"بازدوم سلطان فیروزشاہ بانبھنیہ وجام رفتند وحضرت مخدوم قطب عالم نیزبرآوردن جام وبانبھنیہ رسیدہ اند تااصلاح دہندزیراچہ کرت اول کہ سلطان مذکورمرحوم قصد ٹھٹھہ کردہ بودندخیلے خرابی مسلماں شدہ بود"۔[54]

"دوسری مرتبہ سلطان فیروزشاہ بانبھنیہ اور جام(کی تنبیہ) کے لیے گیااور حضرت مخدوم قطب عالم بھی جام اور بانبھنیہ کے لانے کے لیے گئے تاکہ انہیں صحیح راستہ پرلائیں کیونکہ جب پہلی مرتبہ سلطان مذکورمرحوم نے ٹھٹھہ پرحملہ کیاتھاتواس میں مسلمانوں کاطرفین سے بہت نقصان ہواتھا"۔

"سراج الہدایہ"میں یہ بات قدرے مختلف طورسے بیان ہوئی ہے اوراس میں خرق وکرامات کاپہلونمایاں ہے۔[55]غرض حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان میں پڑجانے سے شاہی بھرم بھی رہ گیااوراہل ٹھٹھہ بھی اپنی مرادکوپہنچے۔بانبھنیہ اورجام،سلطان فیروزشاہ کے حضورمیں مجرموں کی طرح یکے بعددیگرے حاضرہوئے۔طادشاہ نے ان دونوں کومعاف کردیااور ٹھٹھہ کی حکومت جام کے فرزنداور بانبھنیہ کے بھائی تماچی کے سپردہوئی۔بادشاہ ان دونوں سرداروں کواپنے ہمراہ دہلی لے گیا،اس طرح ٹھٹھہ دہلی کی مرکزی حکومت کے تابع ہوگیا۔فیروزشاہی عہدکے ایک شاعرمطہرساکن کڑہ نے ٹھٹھہ کی فتح پرایک ترکیب بندلکھاہے۔اس کے تین بندملاحظہ ہوں:

دیدی کہ شہ شہ معجزہ نمودرجہاد　　کانصاف زرم بستدودادنبرداد
دریک لگام ریزکہ شہ دردغانہاد　　اقلیم سندومملکت مولتان کشاد
فتح نمودروسیہ نداردکسے بیاد　　زامردزتازمان کیومرث وکیقیاد
بشنوکنوں حکایت ایں فتح باعتقاد　　تاگویمت تمام بایجادوانتخاب
چنداں سپاہ بردکہ دریادوشت وکوہ　　ازسم اسپ وآہن بولادستدہ
صفہاکشیدہ خیل امیراں گراں شکوہ　　ہریک صفے چوسدسکندربصدکردہ
باہول وہیتے کہ کندشوکت وشکوہ　　درلزہ بدزمین ودل مردین پژوہ
می خواستندصبح دماں بردم خروہ　　کزبیخ برکندبیکبارآں خراب[56]
کاں قوم ہم بسہم سیہ روی تافتند　　ناکردہ رزم سینہ زہیبت شگافتند
چنداں کہ چاہ غورکزاندیشہ کافتند　　جزعجزومسکنت رہ دیگرنیافتند

لادر سن زموی سر دریش بافتند　　　　بر دند روئے عجز بد گاہ آنجناب

فیروز شاہ تغلق، جام اور بانبھنیہ دونوں سر رداوں اور دوسرے صاحب اثر در سوخ مقدم اور امیند اروں کو اپنے ہمراہ دہلی لے گیا۔ دہلی میں ان لوگوں کے رہنے کے لیے ایک علاقہ میں انتظام کیا گیا۔ بعد کہ یہ علاقہ "سرائے ٹھٹھہ" کے نام سے موسوم ہوا۔ ان دونوں سرداروں کے لیے علیحدہ علیحدہ دولاکھ تنکے سالانہ مقرر ہوئے۔ وقتاً فوقتاً دربار شاہی سے تحائف وخلعت بھی مرحمت ہوتے، دربار میں اعزاززواکرام کے ساتھ صدر جہاں کے برابر ان کی جگہ مقرر ہوتی اور بقول ہم عصر مؤرخ عفیف: دہلی میں وہ اتنے خوش تھے کہ ٹھٹھہ کو بھول گئے۔[57]

جام تماچی:

فیروز شاہ تغلق نے اگرچہ ٹھٹھہ فتح کر لیا مگر دوری اور فاصلہ کی وجہ سے امیرانِ ٹھٹھہ شاہِ دہلی کی گرفت اور اثر سے آزاد ہی رہے اور جلد ہی جام تماچی نے مرکزی حکومت سے سرتابی اور بغاوت کر دی۔ اس مرتبہ بادشاہ نے جام جونا کو دفع شر کی غرض سے ٹھٹھہ بھیجا۔ اس مرتبہ بھی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں سشت کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اتفاق سے مخدوم صاحب بھی اس زمانہ میں دہلی میں تھے۔ خیال ہے کہ وہ جام جونا کے ساتھ ہی ٹھٹھہ پہنچے ہوں گے۔ غرض حضرت مخدوم بغیر کسی رزم ومعرکہ کے جام تماچی کو دہلی لے گئے۔[58]

ملفوظات میں ہے: " مجلس معلّٰی درآنکہ حجرت مخدوم جہانیاں از ٹھٹھہ بازگشتہ می آیند کہ برائے درآوردن رائے تماچی رفتہ بوردند"۔[59]

"اس مجلس کا بیان ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں "ٹھٹھہ سے واپس آئے جبکہ وہ رائے تماچی کو لینے کے لیے گئے تھے"۔

ڈاکٹر ریاض الاسلام کا خیال ہے کہ یہ واقعہ 772ھ/1371ء میں وقوع پذیر ہوا جیسا کہ "سراج الہدایہ" میں مذکور ہے: " بازگشتن سید السادات از مہم ٹھٹھہ درست حضرت دارالملک دہلی در ماہ مبارک رجب اثنان وسبعین وسبع ماۃ"۔

"سید السادات (مخدوم جہانایں)"ٹھٹھہ سے حضرت دارالملک دہلی کی طرف ماہ مبارک رجب772ھ/1731ء میں واپس ہوئے"۔

رائے تماچی کی جگہ جام جونا (علاء الدین) کو ٹھٹہ کی حکومت ملی اور ایک یقینی شہادت موجود ہے کہ 782ھ تک وہ ٹھٹہ کا حاکم تھا کیونکہ کراچی سے ٹھٹہ جاتے ہوئے ٹھٹہ سے پہلے موضع گیجو میں حاجی بورابی کی ایک خانقاہ ہے جو جام علاؤالدین کے حکم سے 782ھ میں تعمیر ہوئی۔

خانقاہ کی مشرقی دیوار پر مندرجہ ذیل کتبہ نصب ہے:

بعہد شہریار ہر سلطان جہاں دارد | شہ فیروز منصور و مظفر در صف میداں
بامر سراز سند خاص حضرت عالی | کہ پائے قدر اعلیٰ ز فر فرقدِ تاباں
ستودہ جام جم سیرت علاؤالدین دریادل | کہاز مہمانی لطفش جہاں شد جملہ آباداں
بآمد ایں چنین گنبد معلا کز صفا گوی | بسانِ بیت معمور آمد است از بارایں ایواں
مقامی شیخ حاجی بوترابی آں ولی اللہ | کہ بر در گاہِ او کر ددرواحاجاتِ خلق آساں
بساں ہفصد وہشتاد و دواز ہجرتِ احمد | ز عون ایزو ذوالمنن والافضال والاحسان
بناشد ثالث ماہ صفر ایں روضہ میمون | بسعی کمتریں بند گاں موسیٰ بن شہ جاں

مندرجہ بالا واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم کا کتنا اثر سندھ کے عوام و خواص پر تھا۔ دہلی کی مرکزی حکومت سے ان کے گہرے روابط اور تعلقات تھے۔ بادشاہ ان کا بڑا اعزاز و اکرام کرتا تھا اور وہ شاہی مفادات کا خیال رکھتے تھے۔ ملتان کا گورنر سیاسی نزاعات اور بعض انتظامی امور میں ان سے رجوع کرتا تھا۔ ٹھٹہ کے حاکم ان کو سفارشی مقرر کرتے تھے اور سلطان فیروز شاہ ٹھٹہ کے باغی امیروں کو راہِ راست پر لانے کے لیے ان کو بھیجتا تھا۔ ان واقعات و حالات سے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے سیاسی اثر و نفوذ کا اندازہ ہوتا ہے۔

"صاحب تاریخ فرشتہ" کا بیان ہے۔

"جمال الدین حسین بخاری رحمۃ اللہ علیہ متبحر عالم تھے اور علوم عقلی نقلی میں آپ نے نہایت مشقت کھینچی تھی اور مقید اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہو کر دوسرے سے رجوع نہ کریں اور فرماتے تھے کہ تمام فضلاء اور شیوخ سے مستفیض ہونا چاہیے اور اس جناب نے سبھوں سے فیض و نصیب حاصل کیا"۔[60]

صاحبِ مآثر صدیقی کا بیان ہے: "آپ علوم کتاب و سنت کے جوہر فرد اور کمالاتِ باطنی کے دوران تہذیب الاخلاق اور ملکاتِ روحانی کے سہیل یمن تھے"۔[61]

اس شخص کی روک تھام اور اس کے ظلم و ستم سے عام کو بچانے کے لیے ملتان کے گورنر عین الملک ماہرو نے کافی دستون کو مرتب بھی کیا اور کافی روپیہ پیسہ بھی خرچ کیا لیکن یہ شخص قابو میں نہ آیا کیونکہ یہ اور جام

دونوں ہی تخریبی کاروئیوں کے فنکار تھے بالآخر گورنر عین الملک ماہر و مصالحت کے لیے شیخ صدرالدین اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے درخواست کی اور پھر ان دونوں بزرگوں نے مصالحت کروائی اوران دونوں نے عین الملک ماہر و کی اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کیا۔

اور حضرت مخدوم نے کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اطاعت کو اپنا شعار اور متابعت کو اپنا دستورالعمل بناؤ تاکہ امن وامان قائم ہو۔ حضرت مخدوم کا کردار دیکھیں کہ آپ نے امن وامان کو قائم کرنے اور عام کو فسادات سے محفوظ کرنے کے لیے کیسی تدبیر فرمائی اوراس سے نہ صرف عوام محفوظ ہوئی بلکہ اس سے تو قوم کا روپیہ پیسہ بھی محفوظ ہوا۔

اگر لوگ وعدہ خلاف ہو جائے تو سماج میں امن امان قائم ہو ہی نہیں سکتا یہ ہے وہ اصفیاء کا کردار جس سے سماج میں سکون آتا ہے۔

عوام پر ٹیکسز کا بوجھ:

اس دور میں عوام پر اور تاجروں پر بے جاں ٹیکسز کا اجراء تھا اوران ٹیکسز کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

منڈی کا ٹیکس، قصابوں پر ٹیکس، پھولوں کی فروخت پر ٹیکس رنگ بنا، پر ٹیکس، دھنائی پر ٹیکس، رسی اورڈوریوں کے بنانے پر ٹیکس، تیل نکالنے پر ٹیکس ،پان پر ٹیکس، مچھلی بیچنے پر ٹیکس، صابن بنانے پر ٹیکس، خوانچہ والوں پر ٹیکس خاص طور قابلِ ذکر ہیں۔[62]

ایک مرتبہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ ملتان سے اوچ تشریف لارہے تھے راستہ میں ایک باورچی حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اوران سے درخواست کی کہ میرا محصول کم کرانے کی سفارش کریں، مخدوم نے وعدہ کیا کہ میں سفارش کروں گا۔[63]

اس کے بعد حضرت مخدوم نے ان محاصل / ٹیکس کی طویل فہرست دی جو کہ نامشروع تھی۔[64]

اسوقت کے سلطان فیروز شاہ[65] نے یہ تمام محاصل اور ٹیکس بہ یک قلم موفوف کے دیئے اور حکم دیا کہ وہی محاصل وصول کیے جائیں جن کی شرع میں اجازت لیے اوراس طرح اچھاخاصا نقصان برداشت کیا۔ بادشاہ نے جن محاصل کو موقوف کیا ان میں بیشتر وہ تھے جن کو حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ جائز نہیں سمجھتے تھے۔[66]

سماجی برائیوں کے تدارک کے لیے حضرت مخدوم کے ارشادات:

1. مصیبت پر نوحہ نہیں کرنا چاہیے، یہ بات درست نہیں ہے۔[67]
2. خدا کے سوا کسی دوسرے سے حاجت طلب نہیں کرنا چاہیے۔[68]
3. درہم اور مہر کو نیچے نہیں رکھنا چاہیے کہ ممنوع ہے کیونکہ اس میں حروف کے نقوش ہوتے ہیں۔[69]
4. صبح میں سونا مکروہ ہے اس سے تین چیزیں، تنگی عیش، کوتاہی عمر اور قلتِ معاش پیدا ہوتی ہیں۔[70]
5. تقویٰ کے تین اقسام یہ ہیں۔[71]
   I. تقویٰ عام کہ کفر، گناہ اور بدعت سے بچنا چاہیے۔
   II. تقویٰ خاص کہ لایعنی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔
   III. تقویٰ خاص الخاص کہ ماسوائے اللہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔
6. ہاتھوں کا چومنا اگر طمع کے واسطے ہو تو مکروہ ہے اور اسلام کی تعظیم کے لیے ہو تو درست ہے۔[72]
7. قیامت کے دن نسب نفع نہ دیں گے۔اس دن اعمال کام آئیں گے اور فرمایا کہ سیدوں کو سیادت نفع نہ دے گی جب تک کہ عمل صالح نہ ہو۔[73]
8. نسب پر فخر نہ کرنا چاہیے اور عمل کی کوشش کرنی چاہیے۔ قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو نسب منقطع ہو جائیں گے۔
9. انسان کو چاہیے کہ سعی و کشش کرے، صرف نسب پر کفایت نہ کرے اور دین کے کام میں ناز نہ کرے۔[74]
10. غلام کے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہیے اور اس کو وہی کھلائے جو خود کھائے۔[75]
11. جس شخص میں بزرگی و کمال ہوتا ہے وہ تواضع اور انکسار اختیار کرتا ہے اور جو اس سے عاری ہوتا ہے وہ کبر و عجب اختیار کرتا ہے۔[76]
12. انسان وجکام کرے، خدا کی دوستی کے لیے کرے۔[77]
13. تین آدمیوں سے ڈرنا چاہیے۔
   I. جاہل پیر
   II. دنیادار عالم

III. جابر حاکم

14. خط کا جواب دینا، سلام کے جواب کی طرح ضروری ہے۔[78]

15. نفس عارضی حظ و لذت کو چاہتا ہے۔[79]

16. دل کی پہچان یہ ہے کہ وہ گفتار و کردار و رفتار میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہو۔

17. اسلام کی بنیاد حلال روزی پر ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ زمین سے حلال اور طیب روزی کھاؤ۔

18. تین طرح کے لوگوں سے محترز رہنا چاہیے۔

I. جابر، جو حق سے غافل اور جبر و معصیت کرتے ہیں۔

II. ایسے عالم علم، جو دنیا کے حصول کے واسطے پڑھتے ہیں۔

III. وہ کمبل پوش جاہل، جو زین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔[80]

نتائج البحث:

1. حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی سماجی تعلیمات سماج کے لیے انتہائی مؤثر ہے کہ جس سے معاشرہ میں امن امان اور سکون کا بول بالا ہو سکتا ہے۔
2. پابند شریعت سے ہی معاشرہ پر امن ہو سکتا ہے۔
3. اصلاح سماج کے لیے اصفیاء کا ایک واضح کردار ہے۔
4. حاکم وقت اسی وقت ترقی کر سکتا ہے جب اس کے مشیر و ناصح میں سے کوئی صوفی بزرگ بھی ہو کیونکہ اس کی مصالحت حاکم وقت کو راہ راست پر گامزن رکھتی ہے اور اس کی مشاورت کی بدولت خطیر رقم بچائی جاسکتی ہے۔
5. عوام خوش حال اسی وقت ہو سکتی ہے جب ان پر ٹیکسز کا بوجھ کم سے کم ہو گا۔

حوالہ جات

[1] ۔ جلال الدین سرخ بخاری کامل 30 سال شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہے اور ان سے کسب علم و فیض حاصل کیا۔ دیکھیں: ڈاکٹر ایوب، حیات و تعلیمات جلال الدین (لاہور: علماء اکیڈمی او قاف بادشاہی مسجد، ایڈیشن سوم 2017ء) ص 55

[2] ۔ یہ بزرگ سیر سرخ، شریف اللہ، ابوبرکات، ابواحمد، میر بزرگ، امخدوم اعظم، جلال اکبر اور عظیم اللہ سے مشہور ہیں۔

Gazetter, (Punjab States (Bahawalpur) Lahore, 1908, v.26 p160-161

[3] ۔ نظام یمنی، لطائفِ اشرفی (دہلی: نصرت المطالع، 1299ھ) ج1 ص392؛ الدر المنظوم، ص23؛ اخبار الاخیار، ص263؛ دارا شکوہ، سفینۃ الاولیاء (کراچی: کراچی پریس، 1959ء) ص154؛ ابوالفضل، آئین اکبری (دہلی: دہلی پریس، 1272ھ) ص808

[4] ۔ علاء الدین، علی حسین، الدر المنظوم ترجمہ ملفوظ المخدوم، مترجم مولوی ذوالفقار احمد (دہلی: مطبع انصاری، 1309ھ) ص631

[5] ۔ نفس المصدر، ص27

[6] ۔ نفس المصدر، ص550

[7] ۔ نفس المصدر، ص478

[8] ۔ نفس المصدر، ص522

[9] ۔ شیخ عبد الحق، محدث دہلوی، اخبار الاخیار (دہلی: مطبع مجتبائی، 1332ھ)، ص142

[10] ۔ غلام سرور، لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، (لکھنؤ: نول کشور پریس، س۔ن) ج1 ص58

[11] ۔ شیخ احمد، المدعو بہاء بن یعقوب، خزانۃ الفوائد الجلالیہ (معروف بہ خزانہ جلالی) (قلمی) مخزونہ گیلانی لائبریری اوچ مملوکہ مخدوم شمس الدین ثامن گیلانی، ص:137

[12] ۔ علاء الدین، علی حسین، الدر المنظوم، ص606، 285، 245

[13] ۔ شیخ عبد الحق، اخیار الاخیار، ص142

[14] ۔ غلام سرور، لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، ج2 ص476

[15] ۔ علاء الدین، علی حسین، الدر المنظوم، ص540

[16] ۔ عنایت اللہ، دہلوی، دعوت اسلام، اردو ترجمہ: پریچنگ آف اسلام از آرنلڈ، (علی گڑھ: علی گڑھ یونیورسٹی پریس، 1968ء) ص292

[17] ۔ محمد اکرام، شیخ، آب کوثر: (لاہور: شیخ اکرام سنز پریس، 1952ء) ص318

[18] ۔ محمد ایوب، قادری، حیات و تعلیمات سید جلال الدین بخاری، (لاہور: پریس ملک سراج الدین اینڈ سنز لوئر مال، 2017ء) ص201

[19] ۔ محمد حسین، سفر نامہ ابن بطوطہ: (کراچی: بک لینڈ، 1961ء) ج2 ص18-19

[20] ۔ خواجہ من اللہ، بن خواجہ علی اللہ حسینی، تبصراۃ الخوارقات (مخطوطہ) مملوکہ نفیس رقم لاہور، ص85

[21] ۔ شعیب فردوسی، مناقب الاصفیاء (کلکتہ: مطبع نور الآفاق، 1895ء) ص140

[22] ۔ حکیم عبد الحئی، نزہۃ الخواطر (حیدر آباد دکن: دائرۃ المعارف العثمانیہ، 1947ء) ج2 ص27

[23] ۔ نفس المصدر، ج2 ص27

[24] ۔ نفس المصدر، ص824، 274

[25] ۔ غلام سرور، لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، ج1 ص62

[26] ۔ محمد ایوب، ڈاکٹر، حیات و تعلیمات سید جلال الدین بخاری، 139-156

[27] ۔ علاء الدین، علی حسین، الدر المنظوم، ص31-32

[28] ۔ شیخ عبد الرشید، منشات ماہر و (لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، س۔ن) ص 101

[29] ۔ نفس المصدر، ص235، 101

[30] ۔ نفس المصدر، ص101

[31] ۔ نفس المصدر، ص102

[32] ۔ نفس المصدر، ص102 تا103

[33] ۔ نفس المصدر، ص102 تا103

[34] ۔ نفس المصدر، ص102 تا103

[35] ۔ نفس المصدر، ص103 تا105

[36] ۔ نفس المصدر، ص230

[37] ۔ نفس المصدر، ص230

[38] ۔ نفس المصدر، ص235

[39] ۔ نفس المصدر، ص186 تا187

[40] ۔ نفس المصدر، ص187-188

[41] ۔ پہلے ہی گدلا تھا۔

[42] البقرہ:07

[43] ۔ النساء:75

[44] ۔ المائدہ:33

[45] ۔ حٰم السجدہ:42

[46] ۔ القلم:45

[47] ۔ ٹھٹھہ کی مہم کے سال کا تعین ڈاکٹر ریاض الاسلام نے 1365ء تا 1376ء کیا ہے۔ (اسلامک کلچر، اکتوبر 1948ء)؛ محمد ایوب، ڈاکٹر، حیات و تعلیمات سید جلال الدین بخاری، 152

[48] ۔ ملاحظہ ہو: سراج عفیف، تاریخ فیروز شاہی، ص145-149

[49] ۔ نفس المصدر، ص149 تا157؛ جے ایبٹ، سندھ (بمبئی: کمپنی، 1924ء)، ص31 تا40

[50] ۔ سراج عفیف، تاریخ فیروز شاہی (حیدر آباد دکن: دار الترجمہ، 1938ء) ص231

51 ۔ نفس المصدر، ص240

52 ۔ نفس المصدر، ص241

53 ۔ نفس المصدر، ص242

54 ۔ رکن الدین، ازدق چشتی، سید، مناقب مخدوم جہانیاں(کلکتہ: خطی مخزونہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، س۔ن)ص170

55 ۔ محمد ایوب، ڈاکٹر، حیات وتعلیمات سید جلال الدین بخاری، ص155

56 ۔ نفس المصدر

57 ۔ نفس المصدر، ص156

58 ۔ نفس المصدر،

59 ۔ رکن الدین، ازدق چشتی، سید، مناقب مخدوم جہانیاں، (مجلس77)، ص187

60 ۔ محمد قاسم، فرشتہ، تاریخ فرشتہ، (لکھنؤ: نول کشور پریس، 1933ء)ج2ص685

61 ۔ مآثر صدیقی، سوانح عمری نواب صدیق حسن خاں قنوجی(لکھنؤ: نواب علی حسن خان پریس، 1924ء)ج1ص37

62 . Dr. I.H. Qureshi, Administration of the Saltonate of Dehli (Lahore: Lahore Press, 1944) p.244-245

63 ۔ علاء الدین، علی حسین، الدر المنظوم، ص73

64 ۔ تاج الدین، احمد برنی، سراج الہدایہ (مخطوطہ) تاج الدین احمد برنی مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور، ص33

65 ۔ سلطان فیروز شاہ عادل اور پابند شریعت اور بدعات کا سخت مخالف تھا علماء، فقراء اور صوفیاء سے عقیدت رکھتا تھا اور حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے شیخ علاء الدین اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں منسلک تھا۔

66 ۔ سراج عفیف، تاریخ فیروز شاہی، ص374

67 ۔ علاء الدین، علی حسین، الدر المنظوم، ص245

68 ۔ نفس المصدر، ص259

69 ۔ نفس المصدر، ص404

70 ۔ نفس المصدر، ص182

71 ۔ نفس المصدر، ص199

72 ۔ نفس المصدر، ص288

73 ۔ نفس المصدر، ص237

74 ۔ نفس المصدر، ص688

75 ۔ نفس المصدر، ص47

76 ۔ نفس المصدر، ص510

[77] ۔ نفس المصدر، ص428

[78] ۔ نفس المصدر، ص491

[79] ۔ نفس المصدر، ص493

[80] ۔ نفس المصدر، ص447-448